دولت مند کا خسارہ کیا ہے؟

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ انْتَهَیْتُ اِلَی النَّبِیِّ ﷺ وَهُوَ جَالِسٌ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَةِ فَلَمَّا رَآنِیْ قَالَ: ((هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ)) فَقُلْتُ: فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: ((هُمُ الْاَکْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَهٰکَذَا مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ وَعَنْ یَمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ)) (متفق علیہ)☆

''حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ اُس وقت کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے جب مجھے دیکھا تو فرمایا: ''ربِّ کعبہ کی قسم! وہ لوگ سب سے زیادہ خسارے میں ہیں''۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! کون لوگ ہیں جو بڑے خسارے میں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ لوگ جو بڑے دولت مند اور سرمایہ دار ہیں۔ ان میں سے وہی لوگ خسارے سے محفوظ ہیں جو اپنے آگے پیچھے اور دائیں بائیں (ہر طرف خیر کے مصارف میں) اپنی دولت کشادہ دستی کے ساتھ صرف کرتے ہیں' مگر دولت مندوں اور سرمایہ داروں میں ایسے بندے بہت کم ہیں''۔

مال وزر میں بڑی کشش ہے' کیونکہ اس کے ساتھ دنیا کی خوشحالی وابستہ ہے۔ مال دار آدمی دولت خرچ کر کے آرام وآسائش کی تمام چیزیں اکٹھی کر سکتا ہے۔ اچھے مکان میں جملہ سہولیات کے ساتھ باوقار زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اس کے کھانے کی میز پر طرح طرح کے خوش ذائقہ کھانے موجود ہوتے ہیں۔ وہ اعلیٰ درجہ کے ہوٹلوں میں جا کر مرغن اور مسالے دار غذاؤں سے کام ودہن کی تسکین کر سکتا ہے۔ اسے ہر طرح کے موسمی پھل کھانے کو ملتے

☆ صحیح البخاری' کتاب الایمان والنذور' باب کیف کانت یمین النبی ﷺ۔ وصحیح مسلم' کتاب الزکاۃ' باب تغلیظ عقوبۃ من لا یؤدی الزکاۃ۔

ہیں۔ دولت مند آدمی مال و دولت کے بل بوتے پر نوکر چاکر رکھ سکتا ہے جو اُس کے اشاروں پر کام کرتے اور اسے آسودگی فراہم کرتے ہیں۔ مال وزر کی کثرت کی وجہ سے دوسرے لوگ اُس کا احترام کرتے ہیں۔ وہ اپنے بیوی بچوں کی ہر خواہش پوری کر سکتا ہے۔ بیوی کے لیے زرق برق لباس اور قیمتی زیورات خرید سکتا ہے۔ بچوں کے لیے قیمتی کھلونے اور طرح طرح کی پسندیدہ چیزیں فراہم کر سکتا ہے۔ وہ اپنے بچوں کو انگلش سکولوں میں تعلیم دلوا کر اُن کے شاندار مستقبل کا انتظام کر سکتا ہے۔ دولت مند آدمی اپنے بچوں کی شادیوں پر بے دریغ روپیہ خرچ کر کے معاشرے میں اپنی بڑائی قائم کرتا اور اپنی اَنا کی تسکین کا سامان پیدا کر سکتا ہے۔

اس کے برعکس غریب آدمی سادہ زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ وہ بمشکل اپنی بنیادی ضروریات ہی پوری کر پاتا ہے۔ بیوی بچوں کے تقاضے پورے کرنا اُس کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ اُس کی زندگی مشقت سے پُر ہوتی ہے۔ اسے روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کرنا پڑتا ہے۔ اسے اچھا کھانا اور کپڑا میسر نہیں ہوتا۔ یوں اس کی زندگی تلخ ہوتی ہے اور معاشرے میں اسے کوئی اہمیت حاصل نہیں ہوتی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ نادار اور غریب اگر تنگی ترشی میں زندگی گزارتا ہے اور اس حال میں وہ صبر سے کام لیتے ہوئے صرف اللہ کے سامنے دستِ سوال دراز کرتا ہے‘ اُس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو اُس سے زیادہ کامیاب انسان کوئی دوسرا نہیں۔ ایسے شخص کا حساب قیامت کے دن آسان ہوگا۔ اس کے برعکس دولت مند آدمی دنیا میں دولت کے بل بوتے پر عیش وعشرت تو کر لے گا‘ لیکن حساب کتاب کے وقت اُسے مشکل پیش آئے گی‘ اس سے جواب دہی ہوگی کہ دولت کا ناجائز استعمال کیوں کیا؟ زیر بحث حدیثِ نبویؐ میں ایسے ہی دولت مندوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر کہا کہ وہ سب سے زیادہ گھاٹے میں ہیں۔

اگر دولت سلیقے کے ساتھ استعمال کی جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے۔ مال و دولت فی نفسہٖ بری چیز نہیں۔ روپے پیسے کو قرآن مجید میں فضل کہا گیا ہے اور یہ لفظ کسی طور پر بھی منفی مفہوم نہیں دیتا۔ جس طرح اللہ کی دی ہوئی دیگر نعمتوں مثلاً آنکھ‘ کان‘ زبان وغیرہ کا استعمال مالک کی رضا کے مطابق کرنا چاہیے اسی طرح دولت کے خرچ کرنے میں بھی اللہ کے حکموں کی پابندی ضروری ہے۔ البتہ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ اس میں بڑی استقامت‘ صبر اور استقلال کی ضرورت ہے۔ اکثر دولت مند دولت کے خرچ میں میانہ روی اختیار نہیں کر سکتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی لوگوں کو سب سے زیادہ خسارہ پانے والے کہا ہے اور یہ

بھی فرمایا ہے کہ ایسے لوگ بہت زیادہ ہیں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ: ''وہ دولت مند اس خسارے سے محفوظ ہیں جو اپنی دولت کو فراخ دلی کے ساتھ خیر کے کاموں میں صرف کرتے ہیں''۔ ایسے لوگ نہ صرف خسارے سے بچے ہوئے ہیں' بلکہ ان کے لیے بھلائیاں کمانے کے کثیر مواقع موجود ہیں۔ یہ دولت مند اگر غریبوں کو کھانا کھلائیں' مریضوں کے علاج میں روپیہ خرچ کریں' یتیموں' مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کریں' حج اور عمرے کے لیے حرم شریف جا کر وہاں ایک ایک نماز کے بدلے ایک ایک لاکھ نمازوں کا ثواب پائیں' مال کو نام ونمود اور نمائش کے لیے خرچ نہ کریں' فضول خرچی سے بچتے رہیں' اپنی ضروریات کو گھٹاتے رہیں' بیوی بچوں کے ناجائز تقاضوں کو پورا کرنے سے رُکے رہیں اور دولت مندی انہیں غرور اور تکبر میں مبتلا نہ کرے' تو ایسے ہی لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہ لوگ خسارے سے بچے ہوئے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ بہت کم تعداد میں ہیں۔ کیونکہ دولت کی فراوانی نفسانی خواہشات کو طول دیتی ہے۔ دولت مند آدمی اس دنیا کے آرام و خوش حالی میں اس قدر مدہوش ہو جاتا ہے کہ اسے بُرے بھلے کی تمیز نہیں رہتی۔ اس طرح وہ فکر آخرت سے بے پروا ہو کر محض دولت اکٹھی کرتا اور اسے فضولیات میں اڑاتا رہتا ہے۔ ایسے لوگ موت کے وقت تمنا کریں گے کہ کاش انہیں کچھ مہلت مل جائے تو وہ (اچھے کاموں میں) دولت خرچ کر کے نیکوکاروں میں شامل ہو جائیں گے' مگر اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ﴾ (المنفقون: ۱۱)

''اور اللہ تعالیٰ ہرگز ڈھیل نہیں دیتا (مزید مہلت نہیں دیتا) کسی شخص کو جب اُس کا وعدہ آ جائے (مہلتِ عمل پوری ہو جائے)''۔

پس اس حدیث سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دولت بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کا استعمال بُرا بھی ہو سکتا ہے اور اچھا بھی۔ اس کا بُرا استعمال فضول خرچی' عیش و عشرت اور نمود و نمائش ہے اور اچھا استعمال خدا کی رضا کے لیے خرچ کرنا ہے۔ اگرچہ یہ کام مشکل ہے مگر جتنا مشکل ہے اتنا ہی زیادہ ثواب کا موجب اور حقیقی کامیابی و کامرانی اور نجات کا باعث ہے۔ دولت مند لوگوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ اپنی دولت کو کہاں خرچ کر رہے ہیں اور اس کا انجام کیا ہوگا' ابدی خسارہ یا لازوال راحت؟

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔